© rasailojaraid.com

قسط (۱۶)

احکامِ شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت

مولانا محمد تقی صاحب امینی، ناظمِ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

• گذشتہ سے پیوستہ •

سائنس وٹیکنالوجی کے دور سے کوئی صرف نظر نہیں کرسکتا

یہ سائنس و "ٹیکنالوجی" کا دور ہے، دنیا کی کوئی قوم اس سے صرف نظر نہیں کرسکتی، اور جو اخلاقی تنظیم کے ساتھ اس کی صلاحیت پیدا کرے گی وہی موجودہ دنیا کی قیادت و سیادت کی مستحق ہوگی۔

اسلام (اپنی ہدایات وتعلیمات کے نتیجہ میں) قیادت وسیادت ہی کے لیے آیا ہے ورنہ دوسرے بہت سے مذاہب موجود تھے جن سے لوگوں کو سکون حاصل ہوجاتا تھا اگرچہ وہ موت کا سکون تھا زندگی کا نہ تھا۔

مسلمانوں میں سرمایہ داروں کی کمی نہیں ہے دینے والے ہاتھ بھی موجود ہیں۔ کمی صرف دردو احساس اور مذہب کے صحیح تصور کی ہے۔

یہ کیا مذہب ہے؟ کہ عید میلاد کے جلسے جلوس اور مسجد و مدرسہ کی تعمیر کا تعلق تو مذہب سے ہے لیکن مسلم بچوں کی ٹیکنکل تعلیم اور معاشی خبر گیری کا تعلق مذہب سے نہیں ہے۔

اور یہ کیسا دین ہے؟ کہ نفلی حج وجماعت کی امداد پر تو ہزاروں روپیہ خرچ کردیا جاتا ہے لیکن محلّہ وشہر میں بیوائیں آہیں بھرتی اور نوجوان بچیاں سسکیاں لیتی ہیں ان کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی۔

دو باتوں میں سے ایک کو طے کئے بغیر چارہ نہیں ہے:-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱) یا تو یہ طے کیجئے کہ اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح چند مراسم وعبادات کا نام ہے اس کو زندگی کے حالات و معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۲) اور یا یہ کہ اسلام ایک نظام حیات ہے جس میں ہر حال و ہر دور کی رہنمائی موجود ہے —— اگر پہلی بات ہے تو کسی کو کچھ کہنے کا حق ہے اور نہ یہ رحمۃ للعلمین کا لایا ہوا دین ہے۔ اور اگر دوسری بات ہے تو حالات وزمانہ کی رعایت سے احکام کے موقع ومحل کی تعیین لازمی ہے اور قیام وبقاء کے لئے زندگی کی نئی راہوں سے واقفیت ناگزیر ہے۔

جس طرح مسجد ومدرسہ پر خرچ کرنا مذہبی فریضہ ہے اسی طرح بلکہ بعض وقت اس سے زیادہ جدید تعلیم پر خرچ کرنا مذہبی فریضہ ہے۔ اگر قیامت کے دن حج بدل نہ کرانے پر باز پرس ہوگی تو اس سے زیادہ غریبوں کی خبر گیری نہ کرنے اور ان کو سنبھالا نہ دینے پر باز پرس ہوگی۔

معاملہ چند افراد کا نہیں بلکہ پوری قوم کا ہے خطرہ کسی ایک حلقہ کو نہیں بلکہ پوری ملت کو ہے۔ حملہ کسی تحریک کے لیڈر پر نہیں بلکہ رسول اللہؐ کی ذات اقدس پر ہے کہ جس کے جاہ وجلال کی حفاظت میں مسلمان اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار رہے۔

قیامت کے دن کی جواب دہی

ہم قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دیں گے؟ جب آپؐ ہم سے سوال کریں گے کہ تم ہیں سرمایہ دار و زردار تھے، ملت کے محافظ و مذہب کے قائد تھے، جماعت کے امیر و خانقاہ کے رئیس تھے ان سب کی موجودگی میں میرے نام لینے والے کیڑے کوڑوں کی طرح زندگی گذار رہے تھے تم نے ان کا کیا انتظام کیا تھا؟ ان کے بچے تعلیم سے محروم اور فکرِ معاش سے مجبور تھے ان کے لیے کتنے ٹیکنکل ادارے قائم کئے تھے اور انھیں برسرِکار لگایا تھا؟ ان کی بچیاں شادی کے بغیر دُکھ درد کی چلتی پھرتی تصویر تھیں ان کے لیے کفو اور معیارِ زندگی کے بندھن کس حد تک توڑے تھے اور جہیز رسم ورواج کی لعنت کو کس قدر ختم کیا تھا؟

غرض جس طرح مروجہ دینی علوم وفنون اور اخلاق وعبادات سے غفلت مسلمانوں کے ملی وجود کو ختم کردے گی اسی طرح مروجہ دنیاوی علوم وفنون اور تنظیمی تبدیلیوں سے روگردانی مسلمانوں کو "مجوبہ" بناکر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رکھدے گی جو "نے کشد بارو نہ بتد بر ہوا" کے مصداق ہوگا اور ہمہ وقت آسمانی مائدہ کے انتظار میں رہے گا۔

اب تک اس سلسلہ میں جتنی کوششیں ہوئیں وہ دنیا کے نام سے کی گئیں یا سمجھی گئیں ہیں جس کا حشر نظروں کے سامنے ہے کہ مسجد و مدرسہ سے باہر کوئی مذہب کی آواز سننے کے لیے تیار نہیں ہے۔

زمانہ بڑی تیزی سے کروٹیں بدل رہا ہے۔ انسانیت آتش فشاں پہاڑ پر بیٹھ چکی ہے۔ نسوانیت اپنے "آبگینے" برسرِ عام چکنا چور کر رہی ہے اور چار و ناچار لامذہبیت و محدود مذہبیت کی "عروس" دوسرے شوہر کی تلاش میں نکلنے والی ہے جس کے ذریعہ وہ انسانیت اور نسوانیت دونوں کی حفاظت کر سکے۔

اب وقت آگیا ہے کہ یہ ساری کوششیں دین و مذہب کے نام سے کی جائیں اور مذہبی نمائندے مذکورہ کاموں میں مسجد و مدرسہ کی تعمیر کی طرح پیش پیش رہیں۔

دنیا اپنی تنظیمات میں رجعت قہقری نہ اختیار کرے گی، زمانہ ہماری خاطر قدیم شکلوں کو نہ قبول کرے گا اور "دور" ہماری صورت کو دیکھ کر نہ متاثر ہوگا۔ اگر زندہ رہنا اور انسانیت و نسوانیت کی حفاظت کا سر سامان کرنا ہے تو لامحالہ احکام کے موقع و محل کی تعیین کر کے اسلام کی روح اور تعلیمات کو جدید تنظیمات میں بھرنا ہوگا۔ اور اگر اس کے لیے تیار نہ ہوئے تو یہ "عروس" شوہر کے بغیر نہ رہ سکے گی قدرت اس کا انتظام کر کے رہے گی: وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْٓا اَمْثَالَکُمْ (القرآن)

نئی تنظیمات کے پیدا شدہ مسائل حل کئے بغیر چارہ نہیں ہے	مسلم معاشرہ کی خبر گیری اور نئی تنظیمات کو قبول کرنے میں بہت سے نئے مسائل پیدا ہوں گے جن کی طرف خود حضرت عمرؓ نے اشارہ فرمایا ہے:۔

ان اللہ عز وجل یحدث للناس اقضیة بحسب زمانهم واحوالهم[1] — بیشک اللہ بزرگ و برتر حالات و زمانہ کی رفتار سے لوگوں کے لیے نئے نئے مسائل پیدا کرتا ہے۔

ان مسائل کو عطاؒ، مجاہدؒ اور امام مالکؒ وغیرہ نے محض یہ کہہ کر نہیں حل کیا ہے:۔

فعلماء ذالك الزمان یفتونهم فیه[2] — اُس زمانہ کے علماء ان کے بارے میں فتویٰ دیں گے۔

قرآن و سنت کی روشنی میں ان کو حل کرنا ویسا ہی مذہبی فریضہ ہے جیسے اقامتِ دین کی جدوجہد اور امور کی دعوت مذہبی فریضہ ہے۔

---

[1] و [2] کتاب المیزان ج ا فصل لا یلم عن تقید کامل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان مسائل کو حل کرنے میں لازمی طور سے غور و فکر کو دخل دینا پڑے گا جس طرح فقہائے کرام نے اپنے زمانہ کے مسائل حل کرنے میں دخل دیا تھا۔ اور اسی طرح طنز و تشنیع کو گوارہ کرنا پڑے گا جس طرح فقہاء کرام نے کیا تھا یہ سب مذہب کے نام سے ہوگا مذہب کے لیے ہوگا۔ مذہبی لوگوں کی طرف سے ہوگا اور مذہب ہی کی خاطر برداشت کرنا پڑیگا

معترضین کو امام ابوحنیفہؒ کا جواب

امام ابوحنیفہؒ نے قیاس پر اعتراض کرنے والے حضرت جعفر صادقؒ اور مقاتلؒ بن حبان وغیرہ جیسے جلیل القدر حضرات کو جو جواب دیا تھا اس میں بڑی عبرت و بصیرت ہے۔ ان لوگوں نے اعتراض کرتے ہوئے کہا:

قد بلغنا انك تكثر القياس في دين	ہمیں یہ بات پہونچی ہے کہ آپ اللہ کے دین میں بہت
الله تعالیٰ واوّل من قاس ابليس	قیاس کرنے لگے ہیں حالانکہ سب سے پہلے ابلیس نے
فلا تقس[1]	قیاس کیا تھا آپ ایسا نہ کیجئے۔

امام ابوحنیفہؒ نے جواب دیا:

ما اقوله ليس هو بقياس وانما ذلك من	جو کچھ میں کہتا ہوں حقیقۃً وہ قیاس نہیں ہے وہ تو
القرآن قال الله تعالیٰ ما فرطنا في الكتٰب	قرآن کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے کتاب
من شيئ فليس ما قلناه بقياس في نفس	میں کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے میری کہی ہوئی باتیں ان
الامر وانما هو قياس عند من لم يعطه	لوگوں کے نزدیک قیاس ہیں جن کو اللہ نے قرآن میں
الله تعالیٰ الفهم في القرآن۔[2]	فہم نہیں دیا ہے۔

اصل مغالطہ "رائے" کو دین میں دخیل بنانے اور علماء کے اختیارات میں ہوتا ہے حالانکہ ہر رائے بری نہیں ہے بلکہ بری وہ ہے جو کسی اصل کے مشابہ نہ ہو۔[3]

ان الرای المذموم هو كل ما لا يكون مشبها باصل۔[3] رائے مذموم وہ ہے جو کسی اصل کے مشابہ نہ ہو۔

"رائے" کو دخیل بنانے کی جس قدر مذمت وارد ہوئی ہے سب کا تعلق اسی سے ہے۔

وعلى هذا يحمل كل ما جاء في ذم الرای[4] اور اسی پر اس سب کو محمل کیا جائے گا جو رائے کی مذمت میں وارد ہوئی ہیں

[1] و [2] کتاب المیزان لعبد الوہاب اشعرانی ج ۱ فصل فان قلت فمن یقول الخ مثلہ [3] و [4] سنن الکبریٰ باب القضاء۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علماء کو "امناء الشارع" کہا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امین ہیں اور بطور وراثت ان کو اجتہاد کے ذریعہ وضع احکام کا حق پہونچا ہے:

قال المحققون ان للعلماء وضع الاحکام حیث شاء وابا لاجتهاد بحکم الارث لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[1]	محققین نے کہا ہے کہ علماء کو اجتہاد کے ذریعہ احکام وضع کرنے کا حق ہے یہ بطور وراثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو پہونچا ہے۔

ظاہر ہے جو احکام موجود نہیں ہیں ان کے لیے اجتہاد کی ضرورت ہے لیکن جو موجود ہیں حالات و زمانہ کی رعایت سے ان کے موقع و محل متعین کرنے کے لیے بھی اجتہاد کی ضرورت ہے اگرچہ یہ اجتہاد پہلے کے مقابلہ میں کمتر درجہ کا ہے اجتہاد کا حق کس قسم کے علماء کو پہونچتا ہے اس کے لیے کیسی صلاحیت درکار ہے اور کن مسائل میں اجتہاد ناگزیر ہے ان سب پر بحث راقم کی کتاب "مسئلہ اجتہاد پر تحقیقی نظر" میں ملے گی۔

حقوق کی پامالی کے خیال سے زیادہ عبادت کرنے سے منع کیا

(۶۲) حضرت عمرؓ نے بیوی کے حقوق کی پامالی کی وجہ سے زیادہ عبادت کرنے سے منع کر دیا جس کی صورت یہ ہوئی کہ کعبؓ بن سعد حضرت عمرؓ کے پاس تشریف فرما تھے کہ ایک عورت نے آکر کہا:

مارأیت قط رجلا افضل من زوجی انہ لیبیت لیلۃ ویظل نہارہٗ صائما فی الیوم الحار ما یفطر	میں نے کوئی مرد اپنے شوہر سے زیادہ افضل کبھی نہیں دیکھا وہ قائم اللیل اور صائم النہار ہے گرمی کے دنوں میں بھی افطار نہیں کرتا ہے۔

شوہر کی تعریف بیوی کی زبان سے سن کر حضرت عمرؓ خوش ہوئے اور کہا:

مثلک اثنی بالخیر	تیری ہی جیسی عورت سے یہ توقع ہو سکتی ہے۔

وہ "غریب" حیاء کی وجہ سے زیادہ نہ کہہ سکی اور اُٹھ کر جانے لگی۔ کعبؓ بن سعد نے امیر المومنینؓ سے کہا یہ عورت آپ سے مدد کے لیے آئی تھی، آپ نے اس کی کوئی مدد نہ کی۔ اس پر امیرؓ نے اس کو بلا کر صورت حال وضاحت چاہی اور کہا کعبؓ کا خیال ہے کہ تو اپنے شوہر کی شکایت کر رہی ہے۔"

---

[1] کتاب المیزان ج ۱ فصل قال المحققون منٹ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس نے جواب دیا :

اجل انی امرءۃ شابۃ وانی ابتغی	جی ہاں ! میں ایک جوان عورت ہوں اور وہی
ما یبتغی النساء	چاہتی ہوں جو دوسری عورتیں چاہتی ہیں ۔

حضرت عمرؓ نے اس کے شوہر کو بلا کر یہ مقدمہ کعبؓ کے حوالہ کر دیا اور انھوں نے یہ فیصلہ دیا۔

فانی اری لہا یوما من اربعۃ ایام	اس عورت کے لیے ہر چوتھا دن مخصوص ہوگا، گویا
کان لزوجہا اربع نسوۃ فاذا لم یکن	چار عورتیں ہیں اور چوتھے دن اس کی باری آتی ہے
غیرھا فانی اقضی لہ بثلثۃ ایام	اب جبکہ چار نہیں ہیں تو تین دن و رات اُس کی عبادت
ولیا لیہا یتعبد فیہن ولہا یوم ولیلۃ[1]	کے لیے ہیں اور ایک دن و رات عورت کے لیے ہے ۔

کعبؓ نے اس فیصلہ میں قرآن حکیم کی اُس آیت سے استدلال کیا تھا جس میں چار تک سے شادی کرنے کی اجازت ہے ۔ حضرت عمرؓ اس فیصلہ سے بہت خوش ہوئے اور کعبؓ کو بصرہ کا قاضی مقرر کر دیا ۔ یہ گویا عہدۂ قضا کے لیے "انٹرویو" کی ایک شکل تھی جس میں صرف ڈگری کافی تھی اور نہ کسی ایران و روم جیسے متمدن ملک سے قانون کی سند درکار تھی بلکہ اصل نظر کردار پر تھی اور علم کی رسائی کا اندازہ عملی شکلوں سے ہوتا تھا ۔

علم نہایت غیور و خوددار ہے | مقصد کے لحاظ سے غالباً سب سے زیادہ محروم و مظلوم "علم" ہے اصل علم برائے زندگی ہوتا ہے، لیکن اب برائے شہرت، برائے ملازمت، برائے امتحان اور برائے وقت گذاری رہ گیا ہے ۔

علم نہایت غیور و خوددار ہے وہ "ظرف" کو دیکھ کر اپنا مقام بناتا ہے ۔ اگر "ظرف" اس قابل نہیں ہے تو اس کے "بحر" کی موجیں کچھ "جھاگ" ڈال دیتی ہیں اور لوگ اپنی اپنی بساط کے مطابق اس سے ڈگریاں حاصل کرتے اور مقصد بدلتے رہتے ہیں ۔ اس بنا پر یہ ڈگریاں معلومات کی سند ۔ ترقی کی سند، عہدہ و ملازمت کی سند ۔ اور اعزاز و امتحان کی سند تو بن سکتی ہیں لیکن علم کی سند نہیں ہو سکتیں ۔

چنگی کا محکمہ قائم کیا | (٦۳) حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کے تحت "عشور" (چنگی) کا نظم و محکمہ قائم کیا ۔

---

[1] الاستیعاب از ازالۃ الخفاء مقصد دوم سیاست فاروقِ اعظمؓ ص۳۲

© rasailojaraid.com

زیادؓ بن جدیر اسدی پہلے شخص ہیں جن کو عراق و شام پر مامور کیا گیا چنانچہ وہ کہتے ہیں:

ان اول من بعث عمر بن الخطاب علی العشور ھٰھنا انا۔[1]
میں پہلا شخص ہوں جس کو عمرؓ نے اس جگہ عشور پر مقرر کیا۔

چونکہ مسلمان غیر ملکوں میں تجارت کے لیے جاتے تو ان سے دسؔ فی صدی تجارتی ٹیکس لیا جاتا تھا، اس بناء پر عمرؓ نے بھی یہ تجارتی ٹیکس مقرر کر دیا، لیکن مقداریں حسب حال تفاوت کو ملحوظ رکھا۔ مثلاً حربیوں سے دسؔ فیصد ذمیوں سے پانچ فیصد اور مسلمانوں سے ڈھائی فیصد وصول کیا نیز کسی قسم کی ظلم و زیادتی اور اسباب کی تلاشی سے سختی کے ساتھ منع کیا چنانچہ زیدؓ بن جدیر کو یہ حکم بھی تھا:

ان لا افتش احداً وما مرعلی من شیٔ اخذت من حساب۔[2]
میں کسی کی تلاشی نہ لوں جو کچھ میرے سامنے سے گذرے اس میں سے حساب کے مطابق لے لوں۔

دریاء کی پیداوار پر ٹیکس لگایا
(۶۴) حضرت عمرؓ نے دریا کی پیداوار عنبر وغیرہ پر ٹیکس لگایا اور یعلیؓ ابن امیہ کو محصل مقرر کیا۔

استعمل یعلی بن امیۃ علی البحر[3]
یعلی بن امیہ کو دریا پر عامل مقرر کیا۔

اور فرمایا:

فیہا وفیما اخرج اللہ من البحر الخمس[4]
عنبر اور جو اللہ نے دریا سے نکالا ہے سب میں خمس ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کہتے ہیں:

"حالات و زمانہ کی رعایت سے دریائی پیداوار کے ٹیکس کی مقدار میں وسعت ہے"[5]

تشبیب، ہجویہ اشعار اور مخلوط اجتماعات سے روکا
(۶۵) حضرت عمرؓ نے ہجویہ اشعار سے منع کیا اور بطور سزا حطیئہ شاعر کو زبرقان کی ہجو پر تہ خانہ میں ڈال دیا۔[6]

(۶۶) حضرت عمرؓ نے عورتوں اور مردوں کے اجتماع پر پابندی لگائی اور اجتماع کی وجہ سے سزا دی چنانچہ:

ضرب عمر بن الخطاب رجالا ونساء ازدحموا علی الحوض[7] - حضرت عمرؓ نے ان مردوں اور عورتوں کو مارا جو حوض پر جمع ہو گئے تھے۔

---

[1] ازالۃ الخفاء مقصد دوم سیاست فاروق اعظم ص۲۲۔ [2] ایضاً۔ [3] ایضاً ص۶۹۔ [4] و [5] ایضاً۔ [6] ایضاً ص۲۳۔ [7] ایضاً۔

© rasailojaraid.com

عورت و مرد کے اختلاط کے نتائج دنیا کے سامنے ہیں ہم عفت و عصمت کا سودا کر کے کوئی مادی ترقی کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں خواہ اس کے نتائج کچھ ہی نکلیں۔ اگر حدود و قیود کی پابندی اور حسب حیثیت و صلاحیت کام کی سپردگی کا نام "دیوفائی" ہے تو ہم سو بار "بیوفا" بننے کے لیے تیار ہیں:

"جس کو ہو جان و دل عزیز میری گلی میں آئے کیوں"

(۶۷) حضرت عمرؓ نے عشقیہ اشعار اور تشبیب (ابتداء میں عورتوں کے ذکر) سے روک دیا، اور اس پر کوڑوں کی سزا مقرر کی چنانچہ شعراء کو یہ حکم دیا:

ان لا یتشبب احد بامرءۃ — کوئی شاعر کسی عورت کے ساتھ تشبیب نہ کرے

الا جلدتہ (اسد الغابہ تذکرہ حمید بن ثور) — ورنہ میں کوڑوں کی سزا دوں گا۔ (باقی آیندہ)

انوارالباری

جدید اردو شرح "صحیح بخاری شریف"

حدیث کی عظیم المرتبت کتاب "صحیح بخاری شریف" کی مکمل اردو شرح مع عربی متن کے مولانا سید احمد رضا صاحب نے اپنے استاذ حضرت العلامہ السید محمد انور شاہ الکشمیریؒ کے افادات کی روشنی میں ترتیب دے کر شائع کرنا شروع کی ہے، پوری کتاب اندازاً آٹھ ہزار صفحات سے زیادہ میں مکمل ہو سکے گی اور تقریباً ۴۰ اجزاء پر مشتمل ہوگی ابتداء میں دو جزء مقدمہ کے ہیں۔

جزو اول میں تاریخ تدوین حدیث، حجیت حدیث، امام اعظم اور تدوین قانون اسلامی پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ امام اعظمؒ اور ان کے شیوخ کے حالات و مناقب، امام صاحبؒ کے تقریباً ۴۰ شرکاء تدوین فقہ اور دوسرے اکابر حدیث و تلامذہ کے مستند حالات، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام بخاری کے شیخ حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ کے مفصل مناقب و حالات زندگی بیان کئے گئے ہیں، غرض ۲۵۱ھ تک کے دیگر محدثین کے حالات و مناقب اس جزء میں آگئے ہیں۔ دوسرے جزء میں امام بخاریؒ کے مستند حالات و مناقب کے علاوہ امام مسلمؒ اور دوسرے اصحاب صحاح و مشاہیر ائمہ محدثین احناف، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور دیگر اکابر حدیث حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہم کے خصوصی تذکرے اکابر دیوبند کی حدیثی خدمات اور ان کے حالات آگئے ہیں اس طرح تقریباً پانچ سو محدثین کبار کا تذکرہ اس جزء میں سمو گیا۔ تیسرے جزو سے بخاری کی شرح شروع ہوتی ہے، جس میں تیرہ سو سال کے اکابر محدثین کی تحقیقات عالیہ کا نہایت قیمتی ذخیرہ ہے، بلا شبہ ایسی جامع کتاب عربی میں بھی موجود نہیں تھی، اب تک کتاب کے ۹ جزو شائع ہو چکے ہیں ۲۰×۳۰/۸ سائز، بڑی تقطیع کاغذ و طباعت معیاری اور عمدہ۔ ھدیہ: مقدمہ جزو اول -/4 مقدمہ جزو دوم 4/50 جلد اول (جزو ۳) -/4 جلد دوم (جزو ۴) 3/50 جلد سوم (جزو ۵) 3/50 جلد چہارم (جزو ۶) 3/50 جلد پنجم (جزو ۷) 3/50 جلد ششم (جزو ۸) -/4 جلد ہفتم (جزو ۹) (قیمت -/4)

ملنے کا پتہ:- مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

© rasailojaraid.com